ایک ہی پاکستان۔۔۔قائد کا پاکستان

تحریر: سہیل احمد لون

یورپ، برطانیہ، امریکہ اور کینیڈا جیسے ترقی یافتہ ممالک میں تیسری دنیا کے لوگوں کی کثیر تعداد مختلف وجوہات کی بنا یہاں آ کر آباد ہونے کی کوشش میں مصروف رہتی ہے۔ یہ ممالک اکثر و بیشتر امیگریشن کا کوئی ایسا قانون بھی متعارف کرواتے رہتے ہیں جن کی بنیاد پر یہاں پر مقیم غیر ملکی باشندوں کو ملک میں رہنے کا کوئی نہ کوئی قانونی جواز مل جاتا ہے۔ غیر ملکیوں کے لیے ایسے رعایتی قوانین کی افواہ پر ہی لوگ وہاں پہنچنا شروع بھی ہو جاتے ہیں۔ اس وقت بھی سپین، اٹلی، یونان، برطانیہ، میں ہزاروں پاکستانیوں سمیت دیگر ممالک کے باشندے بھی کسی رعایتی قانونی کے منتظر ہیں۔ ترکی کے شہر استنبول میں بھی غیر ملکیوں کی ایک کثیر تعداد یورپ میں کسی طریقے سے داخل ہونے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کیلئے تیار بیٹھی ہے۔ گزشتہ تین دہائیوں سے ترکی کے یورپین بلاک میں شامل ہونے کی آس میں کئی پاکستانی استنبول گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ کچھ تو باقاعدہ انسانی سمگلنگ کے نامور ایجنٹ بن چکے ہیں۔ ایک وقت تھا جب لوگ صرف بہتر معاش کی تلاش میں پاکستان کو خیر باد کہنے کا کڑوا گھونٹ پیتے تھے۔ جن کی معاشی حالت بہتر تھی وہ لوگ پڑھائی، سیر و تفریح یا کاروبار کے لیے بیرون ممالک میں جاتے تھے مگر وقت اور ملکی حالات نے آج ہمیں اس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں پر غریب اپنی غربت کی وجہ سے اور امیر اپنی امارت کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرنے لگے ہیں، فنکار انڈسٹری کے تباہ ہونے کی وجہ سے اور کھلاڑی اپنے ملک میں بہتر مواقع نہ ملنے کی وجہ سے اس کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ اقلیتیں اکثریت کی ناانصافیوں کی وجہ سے اور سیاست دان آمروں کی وجہ اور آمر جمہوریت کے انتقام کی بنیاد پر وطن عزیز سے باہر جا کر آباد ہونے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ یورپ، برطانیہ، کینیڈا، امریکہ میں غیر ملکیوں کو امیگریشن کے قانون میں خصوصی رعایت دیکر شہریت دینے کا رواج عام ہے مگر 2012ء میں بھارت نے بھی اپنے آپ کو اس صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ بھارتی حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ ان پاکستانی ہندوؤں کو جو ستمبر 2004ء سے قبل پاکستان چھوڑ کر بھارت آئے تھے انہیں بھارتی شہریت دینے کے لیے تیار ہے۔ اس کے لیے بھارتی حکومت نے شہریت لینے کے لیے فیس بھی بڑھائی تھی اور اس قانون کے تحت بھارتی شہریت لینے والے امیدوار پاکستانی ہندوؤں کی تعداد چند ماہ میں ایک ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ بھارت سے افتخار عارف آ کر پاکستانی شہریت لے کر یہاں آباد ہو جاتے ہیں یا پاکستان سے عدنان سمیع بھارتی شہریت لے کر وہاں آباد ہو گئے تو ان کے محرکات میں فرق تھا۔ مگر جن محرکات کو بنیاد بنا کر ہندوؤں نے پاکستان چھوڑ کر بھارت جا کر وہاں کی شہریت لینے کی خواہش کا اظہار کیا وہ لمحہ فکریہ ہیں۔ پاکستان میں مقیم ہندوؤں نے قیام پاکستان کے وقت پاکستان میں رہنے کا فیصلہ اس بنیاد پر کیا تھا کہ قائداعظم نے اقلیتوں کو وہی حقوق دینے کا اعلان کیا تھا جو اکثریت کو حاصل ہیں۔ کیا ہم ان کو وہ حقوق دے رہے ہیں؟ نومبر 2020ء میں کراچی کے ایک مندر پر مشتعل افراد نے حملہ کیا، جس کے بعد مقامی پولیس نے ہنگامہ آرائی کرنے والوں کے خلاف سرکار کی مدعیت میں توہین مذہب کا مقدمہ درج کیا گیا اور اب کرک میں مشتعل مظاہرین نے ہندوؤں کے ایک مقدس مقام سادھی کی توسیع کے خلاف ہلہ بول کر مندر کی توسیع کو

روک دیا اور مظاہرین نے مندر میں توڑ پھوڑ بھی کی۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ بابری مسجد میں ہندو انتہاء پسندوں نے حملہ کیا تو وہ بھی غلط تھا ،اگر ہم اپنے ملک میں اقلیتوں کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیں گے تو ان میں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا؟ ہمارا دین تو جنگ میں بھی درختوں ،عبادت گاہوں ،جانوروں ،عورتوں ،بوڑھوں ،بچوں اور جو آپ کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں ان کو بھی محفوظ رکھنے کا درس دیتا ہے۔ بھارت اگر اپنے ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک کرتا ہے تو ہم انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ ہمارے تو دین، آئین اور دستور میں بھی اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری کا حکم ہے۔ کیا ہمارا ایمان اتنا کمزور ہے کہ مندر یا چرچ کی گھنٹیاں بجنے سے ڈگمگا جائے گا؟ علمائے اکرام کو اس بات کا درس دینا چاہئے کہ اللہ کی ذات رب العالمین ہے، وہی رب اقلیتوں کا بھی ہے۔ پاکستان میں آزادی سے رہنے کا اقلیتوں کا بھی اتنا حق ہے جتنا اکثریتی مسلمانوں کا۔ پاکستان بنانے میں اقلیتوں کے آباء واجداد نے بھی اتنی ہی قربانیاں دیں تھیں جتنے اکثریت کے آباؤاجداد نے......! پھر ان کو ان کے حق سے محروم کیوں کیا جا رہا ہے؟ انہیں کو ٹارگٹ کیوں بنایا جاتا ہے؟ توہین رسالت اور قرآن پاک کی بے حرمتی کے لاتعداد واقعات منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جب اس کا قانون بنا دیا گیا تو اس پر عمل کرنا اور کروانا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ مگر اس قانون کی آڑ میں آج تک بے گناہوں کو عبرت ناک موت مارا جا چکا ہے جس میں اقلیتوں کے علاوہ مسلمان بلکہ حافظ قرآن مسلمان بھی شامل ہیں۔ اکثر کیسوں میں بعد میں پتہ چلا کہ معاملہ توہین رسالت یا توہین قرآن پاک کا نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ قائداعظم نے تو پاکستان چلانے کے لیے تین اصول بتائے تھے ان میں ایک ''اتحاد'' بھی ہے۔ اتحاد سے مراد ساری قوم کا اتحاد ہے جو تمام علاقائی، نسلی، لسانی، مذہبی، فرقوں، ذات پات، رنگ، مالی حیثیت اور معاشرے میں مقام سے بالاتر ہو۔ ایک وقت تھا جب منٹو پارک لاہور (اقبال پارک) میں مختلف فرقوں کے لوگ ایک ہی دن نماز عید بغیر کسی سیکیورٹی کے بلا خوف ادا کر رہے ہوتے تھے۔ آج حالت یہ ہو چکی ہے عید گاہ کب قربان گاہ بن جائے کسی کو پتہ نہیں۔ محرم کے جلوس پر دہشت گردی، درباروں میں دھماکے، عید گاہوں میں بم بلاسٹ، حساس اداروں کے ہیڈ کوارٹرز سمیت ان کے مختلف ٹھکانوں پر حملے، پولیس، رینجرز اور فوج پر تواتر کے ساتھ حملے دنیا میں پاکستان کے لیے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں لقمہ اجل بننے والوں کی تعداد کی اکثریت کا تعلق ایک مخصوص فرقے سے ہے۔ انہیں بسوں سے اتار کر شناخت کے بعد بھی گولی ماری گئی اور ذاتی کار میں کام پر جاتے ہوئے بھی گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ مارنے والا کون ہے؟ مارنے کی وجہ کیا ہے؟ اس بات کا آج تک پتہ نہیں چل سکا۔ کاش وطن عزیز میں بھی فرقہ واریت ،مذہبی انتہا پسندی کو بالا طاق رکھ کر ہر پاکستانی شہری کو ایک عام انسان کی طرح تمام حقوق دیے جائیں۔ کشمیر آزاد کروانے کا دعویٰ تو ہم کر لیتے ہیں مگر جو پاکستان قائداعظم نے ہمیں ہمارے بزرگوں کی قربانیوں اور دعاؤں سے آزاد کروایا اس کو دولخت تو ہم کر چکے باقی ماندہ کو بچانے کے لیے قومی سطح پر اتحاد کی ضرورت ہے۔ وطن عزیز میں ہر شہری کو خواہ اس کا تعلق کسی مذہب، فرقے یا مسلک ہو اسے مکمل مذہبی آزادی ہونی چاہیے۔ ہر شہری کی جان و مال کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے جس سے وہ روگردانی نہیں کر سکتی۔ باہمی اتحاد کی عدم موجودگی میں ایٹمی طاقت ہونا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے جب کوئی گروہ، نسل، مذہبی پیروکار کسی ریاست میں اپنے آپ کو ہدف محسوس کرنا شروع کر دیں تو ان میں اپنے لیے الگ ریاست کی تحریک جنم لینا شروع کر دیتی ہے۔ ہم تو صوبوں کی تقسیم

پر باتیں اور جھگڑ رہے ہوتے ہیں، اگر حالات ایسے ہی رہے تو ہر مذہب اور مسلک کے لوگ بھی اپنے لیے الگ ریاست کا مطالبہ شروع کر دیں گے۔ملک کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ باہمی اتحاد کے ذریعے ملک دشمن عناصر کے غلیظ عزائم کو پورا نہ ہونے دیا جائے اور اسے فوری بنیادوں پر اس حساس معاملے کی طرف توجہ دے کر اس کا سدباب کیا جائے۔اور پاکستان کو ہنگامی بنیادوں پر قائد کا پاکستان بنایا جائے۔جس میں ریاست کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ کسی شہری کا مذہب کیا ہے وہ سب برابر کے شہری ہیں۔کاش !ہم دو نہیں ایک پاکستان بنانے کے بجائے اسی پاکستان کو قائد کا پاکستان بنالیں تو سب ہنسی خوشی رہنے لگیں گے اور وہی ہماری نجات کا دن ہوگا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

03-01-2021